قرآنی بیان

صلح کے فضائل

(پارہ:9، سورۂ انفال:1)

مَدَنی مراکز (فیضانِ مدینہ) اور شعبہ امام مساجد (دعوتِ اسلامی)

کے ائمہ کے لئے

متوقع تاریخ 21 مارچ 2026ء

(بمطابق: یکم شوال شریف، 1447ھ) کی عید الفطر کا بیان

مَدَنی مراکز (فیضانِ مدینہ) اور شعبہ امام مساجِد (دعوتِ اسلامی) کے تحت مساجِد کے لیے
متوقع 21 مارچ، 2026ء (بمطابق: یکم شوال شریف، 1447ھ) کی عیدُ الفطر کا بیان

قرآنی بیان

بنام

(پارہ:9، سورۂ انفال:1)

صلح کے فضائل

اِس بیان میں آپ جان سکیں گے...

✿.. خُوشی منانے کی شرائط — صفحہ: 04
✿.. غلط فہمی دُور ہو گئی — صفحہ: 10
✿.. حَسَنَیْنِ کریمین کا پیار بھرا انداز — صفحہ: 14
✿.. ہماری ذِمَّہ داری کیا ہے...؟ — صفحہ: 15

پیشکش
اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَۃ
Islamic Research Center
(شعبہ: بیاناتِ دعوتِ اسلامی)

FOR FEEDBACK
(+92) 315 2692 786

GET MORE SPEECHES
(+92) 310 8882 033

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللّٰه وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَانُوْرَ اللّٰه

نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِكَاف (ترجمہ: میں نے سُنَّت اعتکاف کی نِیَّت کی)

درودِ پاک کی فضیلت

فرمانِ آخری نبی، رسولِ ہاشمی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہے: بے شک اللہ پاک نے میری اُمّت کے لیے مجھ پر درودِ پاک پڑھنے کے بدلے اعلیٰ درجات رکھے ہیں۔[1]

ہم کو پڑھنا خدا نصیب کرے دَم بَدَم اور بار بار درود
کون جانے درود کی قیمت ہے عجب دُرِّ شاہوار درود
مومنو! آپ پر پڑھے جاؤ باادب اور باوقار درود[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّد

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْكَرِیْم (اللہ پاک قرآنِ کریم میں فرماتا ہے):

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ ۪ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۱ (پارہ:9، سورۂ انفال:1)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْم صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

تَرجَمۂ کَنزُالعِرفَان: تو اللہ سے ڈرتے رہو اور آپس میں صلح صفائی رکھو اور

---

1 …القول البدیع، صفحہ:342۔
2 …دیوانِ کافی، صفحہ:23 ملتقطاً۔

اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر تم مومن ہو۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

مغفرت یافتہ لوٹ جاؤ...!!

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک کا کروڑہا کروڑ فضل و کرم ہے کہ اُس رَبِّ رحمٰن و رحیم نے ہمیں مغفرت، رحمت اور جہنّم سے آزادی کا مہینا یعنی ماہِ رمضان کریم عطا فرمایا، پھر اس پر مزید کرم بالائے کرم یہ کہ ماہِ رمضان کریم کے فوراً بعد ہمیں عیدُ الفطر کی نعمت سے بھی سرفراز فرمایا۔ عیدُ الفطر بہت باعظمت، رحمتوں والا اور بابرکت دِن ہے۔ **صحابیٔ رسول، حضرت عبد اللہ بن عبّاس رَضِیَ اللّٰہُ عنہما سے روایت ہے**، جب عید الفطر کی مبارک رات تشریف لاتی ہے تو اسے لَیْلَۃُ الْجَائِزَہ (یعنی انعام کی رات) کے نام سے پُکارا جاتا ہے، پھر جب روزِ عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ پاک اپنے معصوم فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتا ہے، وہ فرشتے زمین پر تشریف لاکر سب گلیوں اور راہوں کے کناروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور یوں پُکارتے ہیں: اے اُمَّتِ مُحَمَّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم)! اُس رَبِّ کریم کی بارگاہ کی طرف چلو! جو بہت عطا فرمانے والا، بڑے سے بڑا گُناہ بخشنے والا ہے۔

پھر اللہ پاک اپنے بندوں سے یُوں خطاب فرماتا ہے: اے میرے بندو! مانگو! کیا مانگتے ہو؟ میری عزّت و جلال کی قسم! آج کے روز اس (نمازِ عید کے) اجتماع میں اپنی آخرت کے بارے میں جو کچھ سوال کرو گے، وہ پُورا کروں گا اور جو کچھ دُنیا کے بارے میں مانگو گے، اس میں تمہاری بھلائی کی طرف نظر فرماؤں گا (یعنی اس معاملہ میں وہ کروں گا، جس میں تمہاری بہتری ہو)۔ میری عزّت کی قسم! جب تک تم میرا لحاظ رکھو گے، میں بھی تمہاری خطاؤں پر

پردے ڈالتا رہوں گا۔ میری عزّت کی قسم! میں تمہیں حد سے بڑھنے والوں (یعنی مجرموں) کے ساتھ رُسوا نہ کروں گا۔ بس اپنے گھروں کی طرف مغفرت یافتہ لوٹ جاؤ...!! تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں بھی تم سے راضی ہو گیا۔[1]

بعدِ رمضان عید ہوتی ہے	رَبّ کی رحمت مزید ہوتی ہے
جس کو آقا کی دِید ہوتی ہے	اس پہ قربان عید ہوتی ہے
عید تجھ کو مبارک اے صائِم!	روزہ داروں کی عید ہوتی ہے[2]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

خُوشی منانے کی شرائط

پیارے اسلامی بھائیو! یقیناً! آج خُوشی کا دِن ہے اور آج کے دِن ہمیں خُوشی کا اِظْہار کرنا بھی چاہیے۔ **فتاویٰ رضویہ میں ہے:** عِیْد کے دِن خُوشی کا اِظْہار کرنا مُسْتَحَب یعنی ثواب کا کام ہے۔[3] لہٰذا عِیْد کے دِن خوشی ضرور منانی چاہیے۔ البتہ! خوشی منانے کا انداز وہ اَپنائیں جو شیطان کو راضی کرنے والا نہیں بلکہ رَبِّ رحمٰن کو راضی کرنے والا ہو۔

ہر طرح کی جائِز خوشی منانے کی 2 شرائط ہیں: (1): خوشی بطورِ شکر منائی جائے، بطورِ شیخی اور تکبر نہ منائی جائے۔ جیسے آج عید کا دِن ہے تو آج خوشی منائی جائے کیوں؟ اس لیے کہ اللہ پاک نے ہمیں مَغْفِرت و بخشش کا مہینا رمضان کریم عطا فرمایا، اس لیے کہ آج کے دِن رَبِّ رحمٰن کی رحمت جوش پر ہوتی ہے، لاکھوں لاکھ لوگوں کی بخشش کی جاتی ہے۔

1 ...شعب الایمان، کتاب الصیام، فصل التماس لیلۃ القدر، جلد:3، صفحہ:336-337، حدیث:3695۔
2 ...وسائلِ بخشش، صفحہ:707 ملتقطاً۔
3 ...فتاویٰ رضویہ، جلد:22، صفحہ:328 بتغیر قلیل۔

اس لیے خوشی منائیں، اگر شیخی اور تکبر کے طور پر خوشیاں منائیں گے تو یہ خوشی نہیں بلکہ آخرت میں وبال بن سکتی ہے (2): دوسری شرط یہ کہ خوشی جائِز طریقے سے منائی جائے، ناجائِز طریقے سے خوشی منانا حرام ہے۔ جیسے خوشی میں ناچ گانا شروع کر دینا، خوشی میں شراب پینا، خوشی میں اِسراف اور فضول خرچی کرنا۔[1]

ہمیں چاہیے کہ ہم خوشیاں منائیں، ضرور منائیں مگر خوشی منانے کی شرائط کا بھی لحاظ رکھیں۔ اللہ پاک ہمیں شریعت کے دائِرے میں رِہ کر عیدُ الفطر کی خوشیاں منانا نصیب کرے، ہماری خوشیوں کو دوام ملے، غم و مصیبت سے اللہ پاک ہمیں محفوظ رکھے۔

نہ دے ایسی خوشیاں جو غفلت میں ڈالیں	خدایا! غمِ مصطفےٰ مانگتا ہوں
گُناہوں کے اَمراض نے مجھ کو مارا	اِلٰہی! میں اِن سے شفا مانگتا ہوں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

صُلح کے فضائل

ہم نے ابتدا میں سُورۂ اَنفال کی پہلی آیتِ کریمہ کا ایک حصّہ سننے کی سَعادت حاصِل کی، اللہ پاک نے فرمایا:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ ۪ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۱ (پارہ:9، سورۂ انفال:1)	تَرجَمۂ کنزُالعِرفان: تو اللہ سے ڈرتے رہو اور آپس میں صلح صفائی رکھو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر تم مومن ہو۔

اس جگہ سب سے پہلے تقویٰ اِختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔

1 ... تفسیر صراط الجنان، پارہ:20، سورۂ قصص، زیرِ آیت:76، جلد:7، صفحہ:320 ماخوذًا۔

ہم نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! جو مقدّس مہینا گزارنے کی سَعَادت حاصِل کی یعنی ماہِ رمضان تقویٰ دِلانے والا مہینا ہے، اللہ پاک نے فرمایا: اے اِیمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے:

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ (پارہ:2، سورۂ بقرہ:183) | تَرجَمۂ کنزُالعِرفان: تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

اللہ کرے کہ ہمیں تقویٰ نصیب ہو جائے۔ عرض یہ کرنا ہے کہ تقویٰ اِنتہا نہیں ہے، قرآنِ کریم میں تقویٰ کے بعد کرنے کے بہت سارے کام بھی بتائے گئے ہیں۔ اس آیتِ کریمہ میں فرمایا:

وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ ۪ (پارہ:9، سورۂ انفال:1) | تَرجَمۂ کنزُالعِرفان: اور آپس میں صلح صفائی رکھو۔

یعنی تقویٰ اِختیار کر لیا، یعنی اپنے باطِن کو سَنْوار لیا، دِل میں گُنَاہوں کی نفرت آ گئی، اللہ پاک کا خوف دِل میں آ گیا، اب ایک اور کام کرو: آپس میں صلح صفائی رکھو...!!

صلح بہترین ہے

قرآنِ کریم میں ایک دوسرے مقام پر اِرشاد ہوا:

وَ الصُّلْحُ خَیْرٌ ؕ (پارہ:5، سورۂ نساء:128) | تَرجَمۂ کنزُالعِرفان: اور صلح بہتر ہے۔

کتنی پیاری بات ہے، صُلح بہتر ہے۔ ہمارے ہاں آج کل لڑائی جھگڑے بہت عام ہوتے جا رہے ہیں ❁ کوئی چچا کے ساتھ ناراض ہے ❁ کسی کی ماموں کے ساتھ نہیں بنتی ❁ کسی کی خالہ ناراض ہے ❁ کوئی پھوپھی سے ملنا پسند نہیں کرتا۔ چچازاد، تایازاد بھائی آپس میں کئی کئی دِن تک بات نہیں کرتے۔

خُدا کی پناہ...!! ہمارے غُصّے اور ناراضیاں اس حَدْ تک آ گئی ہیں کہ لوگ عید تہوار پر

بھی ساتھ نہیں بیٹھتے، ملتے نہیں ہیں، صلح کی طرف بڑھتے نہیں ہیں۔

3 دِن سے زیادہ ناراضی جائِز نہیں

یہ بات ہمیشہ یاد رکھیے! کچھ بھی ہو، اسلام کبھی بھی لڑائی جھگڑے اور جُدائیوں کو پسند نہیں فرماتا، اِسْلام یہی چاہتا ہے کہ سب کے سب مسلمان آپس میں پیار محبّت کے ساتھ، صلح صفائی کے ساتھ رہیں۔ حدیثِ پاک میں ارشاد ہوا:

لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثٍ

ترجمہ: کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ اپنے (مسلمان) بھائی کو 3 دِن سے زیادہ چھوڑے۔

یعنی بہتر تو یہ ہے کہ 3 دِن کے لیے بھی کسی سے ناراضی نہ پالے لیکن 3 دِن کے بعد تک ناراضی رکھنا، مسلمان بھائی کو چھوڑے رکھنا تَو گُناہ ہے۔

اگر 3 دِن سے زیادہ چھوڑے رکھا تو کیا ہو گا؟ پیارے مَحْبُوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

فَمَنْ ھَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ

ترجمہ: جو اپنے مسلمان بھائی کو 3 دِن سے زیادہ چھوڑے رہا اور اسی حالت میں مَر گیا تو آگ میں داخِل ہو گا۔[1]

اَللہُ اَکبر! غور فرمایئے! اسلام کو صلح صفائی رکھنا کس حَد تک منظور ہے۔ مسلمان بھائی آپس میں لمحہ بھر کے لیے بھی ناراض ہوں، یہ بھی منظور نہیں ہے۔ پھر بھی ہم اِنسان ہیں، آپس میں سو طرح کے مسائل ہو جاتے ہیں، اگر بالفرض خُدانخواستہ کسی معاملے میں ناراضی ہو ہی جائے تو لازِم ہے کہ بندہ اپنا غُصَّہ ٹھنڈا کرے، 3 دِن کی مہلت دی گئی ہے،

1 ...ابو داود، کتاب الاداب، باب فیمن یہجر اخاہ المسلم، صفحہ:770، حدیث:4914۔

ان 3 دِنوں میں اپنے آپ کو سمجھائے، اپنا ذِہن بنائے، خُود کو صلح صفائی کے لیے تیار کرے اور صلح کرلے۔ اگر اب بھی صلح کی طرف نہ بڑھا تو گُناہ گار ہو گا۔

ناراضی کے اسباب ہی مت بنایئے!

یہ تَو میں نے عرض کیا کہ 3 دن سے زیادہ ناراضی رکھنا منع ہے، اِسْلام تو اس سے بھی پہلے کی بات کرتا ہے ❁ اِسْلام میں غیبت حرام ہے، کیونکہ غیبت سے نفرتیں بڑھتی ہیں ❁ چغلی حرام ہے، کیونکہ چغلی محبتیں مٹاتی ہے ❁ طعنے دینا ❁ بُرے نام رکھنا ❁ یہاں تک کہ 3 آدمی بیٹھے ہوں تو 2 شخصوں کو آپس میں کان میں بات کرنے سے منع کیا گیا کیونکہ اس سے تیسرے کے دِل میں وسوسے آسکتے ہیں، بدگمانی پھیل سکتی ہے اور ناراضی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح ہر وہ کام جو مسلمانوں کے درمیان نفرت کا سبب بنے، اسلام ہمیں اس سے منع فرماتا ہے۔

جُدا جُدا مت رہو...!!

بلکہ صحابیٔ رسول حضرت ثَعْلبہ خُشَنی رَضِیَ اللہُ عنہ فرماتے ہیں: لوگوں کی عادت تھی کہ دورانِ سَفَر کسی گھاٹی یا وادی میں ٹھہرتے تو پھیل جاتے (یعنی الگ الگ ہو کر بیٹھ جاتے)، اِس پر اللہ پاک کے پیارے رسول، رسولِ مَقْبول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بے شک تمہارا اِن گھاٹیوں اور وادیوں میں الگ الگ ٹھہرنا شیطان کی طرف سے ہے، اس کے بعد لوگ جب بھی کسی جگہ پڑاؤ کرتے تو ایک جگہ مِل کر رہتے۔ (1)

پتا چلا: مسلمانوں کو آپس میں دُور دُور رہنا، یہ بھی شیطان کے اَثَر سے ہے۔ جب جسمانی طور پر دُوریاں بڑھ جاتی ہیں تو آہستہ آہستہ دِلوں میں بھی دُوریاں آجاتی ہیں۔ آج

---

1 ...ابوداوٗد، کتاب الجہاد، باب مایؤمر من انضمام العسکر...الخ، صفحہ: 418، حدیث: 2628 ملتقطاً۔

کل یہ بھی ایک مسئلہ ہے، مکان پکّے ہوتے جارہے ہیں، تعلّقات کچے ہو رہے ہیں، دِلوں میں دُوریاں آتی جارہی ہیں، بعض دفعہ ایک ہی گھر میں رہنے والوں کو آپس میں مُلاقات کا موقع نہیں ملتا، کتنے کتنے دِن گزر جاتے ہیں، مِل بیٹھنا تو دُور کی بات، فون پر بات نہیں ہو پاتی۔ عِیْد کا دِن تو خصوصیت کے ساتھ مِل جُل کر خوشیاں بانٹنے کا دِن ہے، اس کے عِلاوہ بھی چاہیے کہ روزانہ کم از کم ایک وقت کا کھانا ایک ساتھ کھائیں ❁ سب گھر والے مِل کر بیٹھیں ❁ آپس میں اچھی اچھی باتیں کریں ❁ ایک دوسرے کا حال اَحوال مَعْلُوم کریں، اس سے محبتیں بڑھیں گی ❁ یونہی ہمارے قریب قریب کے جو رشتے دار ہیں، خالہ، ماموں، چچا، تایا، زیادہ نہیں تو ہفتے میں ایک آدھ بار، مہینے میں ایک آدھ بار ان کے ساتھ بھی ملنے، بیٹھنے کی روٹین(**Routine**) رکھنی چاہیے۔ آپَس میں مل بیٹھنے سے بھی بہت ساری غلط فہمیاں دُور ہو جاتی ہیں اور صلح صفائی کی صُورتیں بن جاتی ہیں۔

غلط فہمیاں مت پالیے...!!

ایک عام پایا جانے والا مسئلہ یہ بھی ہے کہ لوگ بعض دفعہ محض غلط فہمیوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے دُور ہوتے ہیں۔ عموماً لڑائی جھگڑوں اور آپس کی ناراضیوں کے 100 میں 70 واقعات کو اگر کھول کر دیکھیں تو ان میں سے وجہ کچھ بھی نہیں نکلتی، محض غلط فہمیاں ہوتی ہیں۔

دیکھیے! ہم انسان ہیں، ہمارے دِل میں خیالات آتے ہیں، غلط فہمیاں ہو سکتی ہیں ❁ کسی نے سلام کا جواب نہ دیا تو غلط فہمی ہو گئی ❁ کسی نے تَوَجُّہ سے بات نہ سُنی تو غلط فہمی ہو گئی ❁ کسی نے حال اَحوال نہ پوچھا تو غلط فہمی ہو گئی ❁ کسی نے بے رُخی والے انداز میں بات کی تو غلط فہمی

ہو گئی ❁ کسی نے کال رسیو نہ کی تو غلط فہمی ہو گئی ❁ کسی کے گھر گئے، اس نے پانی نہ پوچھا تو غلط فہمی ہو گئی ❁ کسی نے ہمیں دعوت پر نہ بُلایا تو غلط فہمی ہو گئی ❁ کسی کی نوکری لگے، چار پیسے آ جائیں تو غلط فہمی ہوتی ہے کہ پیسہ آ گیا، اب بدل گیا ہے۔ یُوں غلط فہمیاں ہوتی رہتی ہیں۔ ہمارے ہاں کیا ہوتا ہے؛ ہم ان غلط فہمیوں کو پالتے ہیں، یہ گویا شیطان کو ایک سِرا مِل جاتا ہے، ایک غلط فہمی ہوئی تو سوچنے لگتے ہیں؛ ہاں! اُس نے فُلاں وقت بھی میرے ساتھ یُوں کیا تھا، فُلاں وقت بھی ایسا ہوا تھا، وغیرہ وغیرہ اِس ایک ذرا سی غلط فہمی کو سوچ سوچ کر ہم بہت بڑا بنا دیتے ہیں بلکہ حالات تو ایسے ہیں کہ ذرا سی غلط فہمی ہو جائے تو گُناہوں کا دروازہ کُھل جاتا ہے ❁ کبھی اِس کو بتا ❁ کبھی اُس کو بتا ❁ اِدھر اُدھر بیٹھ کر غیبتیں کی جاتی ہیں، مثلاً دیکھا: فُلاں ایسا ہے، اس نے میرے ساتھ یُوں کیا، فُلاں بدل گیا ہے، فُلاں بہت بے وفا نکلا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ اس سے نفرتیں مزید بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اگر خدانخواستہ اپنے مسلمان بھائی کے مُتَعَلِّق کوئی بات دِل میں آ بھی جائے تو سامنے والے کے ساتھ بیٹھ جائیں، بات کر لیں۔ غلط فہمی ہو گی تو دُور ہو جائے گی، غلطی ہو گی تو سامنے والا معذرت کر لے گا۔

غلط فہمی دُور ہو گئی

مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت اَبُو بکر صِدِّیق رَضِیَ اللہُ عنہ کے دورِ خِلافت کی بات ہے، ایک مرتبہ مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عنہ دِیوار کے سائے میں بیٹھے کسی گہری سوچ میں گم تھے۔ کسی نے کہا تھا:

تیرا عاشق اَنجُمن ہی کیوں نہ ہو، خَلوت میں ہے | اس قدر ڈُوبا ہوا دِل دَرد کی لذّت میں ہے

وضاحت: یعنی جو عاشِق مزاج لوگ ہوتے ہیں وہ ہمیشہ اپنے مَحبُوب کے خیالوں ہی میں کھوئے

رہتے ہیں، چاہے بھری محفل ہی کیوں نہ ہو، وہ مَحبُوب کی یادوں میں رہتے ہیں، اپنے آس پاس پر ان کا دھیان ہی نہیں ہوتا۔

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عنہ کی بھی کچھ ایسی ہی کیفیت تھی، ہر چیز سے بے نیاز بس اپنی ہی سوچ میں گم تھے۔ اسی دوران مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عنہ کا یہاں سے گزر ہوا، آپ نے گزرتے گزرتے حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عنہ کو سلام کیا مگر وہ تو اپنی ہی سوچوں میں تھے، انہیں نہ فاروقِ اعظم کے گزرنے کی خبر ہوئی، نہ سلام کا پتا چلا، لہٰذا

جو ہوش میں نہ ہو، وہ کیا نہ کرے

جب آپ کو سلام کا اِحساس ہی نہ ہوا تو آپ نے جواب بھی نہ دیا۔ یہ بات حضرت فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عنہ کو کھٹکی کہ کیا وجہ ہے؟ عثمان نے جواب کیوں نہیں دِیا (کیا کوئی ناراضی ہو گئی ہے، کیا مجھ سے کوئی شکوہ ہے، کوئی رَنجِش ہے؟ کیا ہو سکتا ہے؟)۔ فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عنہ انتہائی ذہین اور عقلمند شخصیت تھے، آپ فوراً حضرت ابو بکر صِدّیق رَضِیَ اللہُ عنہ کے پاس پہنچے، انہیں ساری بات بتائی کہ میں یُوں عثمان کے قریب سے گزرا، سلام کیا، انہوں نے جواب ہی نہیں دیا، نہ جانے کیا رَنجِش ہو گئی ہے۔

حضرت ابو بکر صِدّیق رَضِیَ اللہُ عنہ کی بھی کمال سوچ دیکھیے! آپ نے یہ نہ فرمایا کہ مَعْمُولی سی بات ہے، خُود ہی سلجھا لو، میں خلیفہ ہوں، اُمُورِ خلافت انجام دینے ہیں وغیرہ وغیرہ، آپ نے ایسا کچھ نہ کیا بلکہ اس معاملے کو اہمیت دِی اور فوراً فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عنہ کو ساتھ لے کر حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عنہ کے پاس چلے گئے۔ دونوں نے سلام کیا، انہوں

نے جواب دیا۔ حضرت ابو بکر صِدّیق رَضِیَ اللّٰہُ عنہ نے فرمایا: عثمان! کیا بات ہے، آپ نے اپنے بھائی کے سلام کا جواب نہیں دیا...؟ عرض کیا: میں نے جواب نہیں دیا...؟ میں نے تو ایسا کچھ نہیں کیا۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عنہ بولے: (میں ابھی تو آپ کے پاس سے گزرا تھا، آپ کو سلام کیا تھا)، خُدا کی قسم! آپ نے جواب نہیں دیا۔ کہا: آپ گزرے ہیں، میں یہ بھی نہیں جانتا، آپ نے سلام کیا ہے، مجھے اس کی بھی خبر نہیں۔

تم زمانے کی بات کرتے ہو | ہم کو اپنی خبر نہیں یارو..!

حضرت ابو بکر صِدّیق رَضِیَ اللّٰہُ عنہ مُعَاملہ سمجھ چکے تھے، آپ نے فرمایا: عثمان! شاید آپ کسی سوچ میں گم تھے۔ عرض کیا: جی ہاں! میں ایک گہری سوچ میں کھویا ہوا تھا، بات یہ ہے کہ میرا ایک سُوال ہے، جو میں نے پیارے آقا، مکی مَدَنی مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھنا تھا، میں وہ سُوال پوچھ نہیں پایا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم دُنیا سے پردہ فرما گئے۔ پوچھا: وہ کیا سُوال ہے؟ عرض کیا: **پوچھنا یہ تھا کہ قیامت کے دِن نجات کا دار و مدار کس بات پر ہے۔** حضرت ابو بکر صِدّیق رَضِیَ اللّٰہُ عنہ نے فرمایا: (عثمان! فِکْر کی بات نہیں ہے) یہ سُوال میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم سے پُوچھ چُکا ہوں۔

روایت میں ہے: جب حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عنہ نے یہ بات سُنی تو خُوشی سے کھڑے ہو گئے اور کہا: اے ابو بکر! میرے ماں باپ آپ پر قُربان ہوں، آپ ہی اس (مُعَاملے میں ہم سے آگے گزر جانے) کے حقدار ہیں۔ اب حضرت ابو بکر صِدّیق رَضِیَ اللّٰہُ عنہ نے حدیثِ پاک بیان کرتے ہوئے فرمایا: میں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا: مَا نَجَاۃُ ھٰذَا الۡاَمۡرِ یعنی قیامت کے دِن نجات کا دار و مدار کس بات پر ہے؟ فرمایا: مَنۡ قَبِلَ مِنِّی

اَلْکَلِمَۃَ فَھِیَ لَہٗ نَجَاۃٌ یعنی وہ کلمہ جس کی میں دعوت دیتا ہوں (یعنی کلمہ طیبہ)، جس نے (دِل سے) وہ کلمہ قبول کرلیا، اس کے لیے نجات ہے۔ (1)

اللہ واحِد و یکتا ہے	ایک خُدا بَس تنہا ہے
کوئی نہ اُس کا ہمتا ہے	ایک ہی سب کی سُنتا ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللہ (2)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

سُبْحٰنَ اللہ! دیکھیے! ذرا سی غلط فہمی ہوئی، لگا کہ عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عنہ نے کسی وجہ سے سلام کا جواب نہیں دیا تو فورًا ابو بکر صِدّیق رَضِیَ اللہُ عنہ کو ساتھ لے کر اُن کے پاس پہنچ گئے، بات کرلی، اپنی سوچ اُن کے ساتھ شیئر (***Share***) کرلی، اُنہوں نے وضاحت دے دی، بات ختم ہوگئی۔ ہمیں بھی یہی والا اَنداز اِختیار کرنا چاہیے، کسی بات پر غلط فہمی ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے مگر اس غلط فہمی کو دِل میں پال پال کر بدگمانی، بُغض اور کینہ بنالینا بہت بُری بات بلکہ گُناہ والا انداز ہے۔

پہل کون کرے...؟

پیارے اسلامی بھائیو! یہ تو مَعْلُوم ہوگیا کہ ہم نے اپنے دِل میں غلط فہمیاں نہیں پالنی، خدانخواستہ ناراضی ہو بھی جائے تو صلح کی طرف بڑھنا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ صلح کی جانِب پہل کون کرے...؟ حدیثِ پاک سنیے! آخری نبی، مُحَمَّدِ عربی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

اَلسَّابِقُ السَّابِقُ اِلَی الْجَنَّۃ

---

1 ...مسند احمد، جلد: 1، صفحہ: 61، حدیث: 21 ملتقطاً۔

2 ...سامانِ بخشش، صفحہ: 33۔

یعنی (اگر دو مسلمانوں کے درمیان ناراضی ہو جائے تو) صلح میں پہل کرنے والا جنّت کی طرف سبقت لے جانے والا ہے۔[1]

سُبْحٰنَ اللہ! پتا چلا؛ جو صلح کی طرف پہل کرلے گا، وہ جنّت کی طرف سبقت کرے گا۔

حَسَنَیْنِ کریمین کا پیار بھرا انداز

یہاں ایک بڑا خوبصُورت واقعہ ہے، حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مجھے مَعْلُوم ہوا کہ امامِ عالی مقام امامِ حَسَن اور امامِ حُسَین رَضِیَ اللّٰہُ عنہما کی آپس میں ناراضی ہو گئی ہے۔ چنانچہ میں امام حُسَین رَضِیَ اللّٰہُ عنہ کی خِدْمت میں حاضِر ہوا، عرض کیا: عالی جاہ! آپ مقتدٰی ہیں، لوگ آپ کی پیروی کرتے ہیں، چلیے! بھائی جان کے ساتھ صلح کر لیجیے!

امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عنہ نے فرمایا: ابو ہریرہ! میں صلح تو کر لُوں مگر میرے نانا جان کی ایک حدیثِ پاک ہے: اَلسَّابِقُ السَّابِقُ اِلَی الْجَنَّةِ یعنی صلح میں پہل کرنے والا جنّت کی طرف سبقت کرنے والا ہے۔

اے ابو ہریرہ! میں پسند نہیں کرتا کہ بڑے بھائی جان سے پہلے جنّت کی طرف بڑھوں، اس لیے مُنْتَظِر ہوں کہ وہ پہل فرمائیں۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عنہ فرماتے ہیں: میں نے یہ بات سُنی تو امام حَسَن مجتبٰی رَضِیَ اللّٰہُ عنہ کی خِدْمت میں حاضِر ہوا، انہیں ساری بات بتائی، میری عرض سُنتے ہی امام حَسَن مجتبٰی رَضِیَ اللّٰہُ عنہ تشریف لائے اور امام حُسَین رَضِیَ اللّٰہُ عنہ کو گلے لگا لیا۔[2]

1 ... کتاب الزہد لابن مبارک، صفحہ:228، حدیث:726۔

2 ... ذخائر العقبٰی، الباب التاسع، صفحہ:238۔

سُبْحٰنَ اللہ! کیسا پیار بھرا اَنداز ہے...!! خیر! یہ بڑوں کی بڑی باتیں ہیں، ہمیں چاہیے کہ ہم صلح میں پہل کریں اور جنّت کے حقدار بن جائیں۔

حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑنے کی فضیلت

ہمارے ہاں ایک اور مسئلہ بھی ہوتا ہے، شیطان دِل میں وَسْوَسہ ڈالتا ہے کہ آخر میں صلح کی طرف کیوں بڑھوں، غلطی تو اُس کی تھی، اسے چاہیے کہ صلح کرے، مجھ سے معافی مانگے۔ اس مسئلے کا حل بھی حدیثِ پاک میں موجود ہے۔ پیارے آقا، مکی مَدَنی مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو شخص ناحق بات پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دے اس کے لیے جنّت کے کنارے میں گھر بنایا جائے گا اور جو حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دے اس کے لیے جنّت کے درمیان میں گھر بنایا جائے گا۔ (1)

یعنی جس کی غلطی ہو اور جھگڑا نہ کرے، اس کے لیے جنّت کے کنارے پر گھر بنایا جائے گا اور جس کی غلطی نہ ہو، حق پر ہو، وہ اگر جھگڑا چھوڑ دے تو اس کے لیے جنّت کے درمیان میں گھر بنایا جائے گا۔

ہماری ذِمّہ داری کیا ہے...؟

اب ایک اور مسئلہ ہے، وہ یہ کہ ہم نے تو ذِہن بنایا کہ میں صلح کر لُوں گا، سامنے والا ہی صلح کے لیے تیار نہیں ہوتا تو...؟ اس کا حل بھی حدیثِ پاک کی روشنی میں سنیے! محبوبِ ذیشان، مکی مَدَنی سلطان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

فَاِنْ مَرَّتْ بِہٖ ثَلَاثٌ فَلْیَلْقَهُ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْہِ فَاِنْ رَدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَكَا

---

1 ...ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی المراء، صفحہ: 484، حدیث: 1993۔

فِی الْاَجْرِ وَاِنْ لَمْ یَرُدَّ عَلَیْہِ فَقَدْ بَاءَ بِالْاِثْمِ وَخَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الْھِجْرَۃِ

ترجمہ: اگر 3 دن گزر جائیں تو اس کو چاہیے کہ اپنے بھائی سے مل کر سلام کرے اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو (صلح کے) ثواب میں دونوں شریک ہیں اور اگر سلام کا جواب نہ دے تو جواب نہ دینے والا گنہگار ہوا اور سلام کرنے والا ترکِ تعلقات کے گناہ سے بَری ہو گیا۔[1]

ایک حدیثِ پاک میں فرمایا: 3 مرتبہ سلام کرے (یعنی صلح کی 3 کوششیں کرے) اگر سامنے والا پھر بھی صلح پر راضی نہیں ہوتا تو اب اس ناراضی کا گُناہ صلح نہ کرنے والے پر ہو گا، صلح کی طرف بڑھنے والا اِس گُناہ سے بَرِی ہو گیا۔[2]

صلح کر لیجیے...!!

پیارے اسلامی بھائیو! یہاں سے یہ بھی مَعْلُوم ہوا کہ جب ہم سے صلح کی جائے تو ہمیں بھی بڑے پَن کا مظاہرہ کرتے ہوئے صلح صفائی کر لینی چاہیے۔ بعض لوگ بہت سخت مزاج ہوتے ہیں، اُن کی مِنّتیں کرو، صفائیاں دو، معذرت کرو، وہ راضِی ہونے پر آتے ہی نہیں ہیں۔ ایسا مزاج کسی مسلمان کا نہیں ہوتا۔ حدیثِ پاک میں اِرْشاد ہوا:

اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِمَنْ یَحْرُمُ عَلَی النَّارِ وَبِمَنْ تَحْرُمُ عَلَیْہِ النَّارُ

ترجمہ: کیا میں تمہیں ایسے شخص کے مُتَعَلِّق نہ بتاؤں! کہ جو جہنّم پر حرام اور جہنّم اُس پر حرام ہے۔

یعنی دونوں جانِب سے جہنّم حرام ہے، نہ وہ جہنّم تک پہنچے گا، نہ جہنّم اُس تک پہنچ سکے گی۔ وہ شخص کون ہے؟ فرمایا:

عَلٰی کُلِّ ھَیِّنٍ لَیِّنٍ قَرِیبٍ سَھْلٍ

---

1 ...ابو داود، کتاب الادب، باب فیمن یھجر اخاہ المسلم، صفحہ:770، حدیث:4912۔

2 ...ابو داود، کتاب الادب، باب فیمن یھجر اخاہ المسلم، صفحہ:770، حدیث:4913۔

ترجمہ: ہر نَرْم طبیعت، نرم زبان، لوگوں سے قریب رہنے اور معاف کرنے والا۔[1]

پتا چلا؛ جو نَرْم طبیعت ہو، جسے منانا آسان ہو، ایسے خوش نصیب مومن پر جہنّم حرام ہو جاتی ہے۔

کوئی جھاڑ دے تب بھی نرمی بَرتنا | کیسے جانا صَبْر اَجر اِس میں بڑا ہے

اللہ پاک ہمیں توفیق بخشے۔ کاش! ہم ایسے ہی بن جائیں۔ آمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم۔

قطع رحمی حرام ہے

پیارے اسلامی بھائیو! یہاں تک تو بات تھی عموماً، یعنی تمام مسلمانوں کے ساتھ صلح کرنے کے حوالے سے۔ مسلمانوں کے اندر جو ہمارے قریبی رشتے دار ہیں، جیسے خالہ، پھوپھی، ماموں، چچا، تایا وغیرہ جو قریب کے رشتے دار ہیں، جن کے ساتھ ہمارا خُونی رشتہ ہوتا ہے، اُن کے ساتھ لڑائی جھگڑا رکھنا، ناراضیاں پالنا، یہ تو سخت تَرِین گُنَاہ ہے۔ **حدیثِ پاک** میں ہے: جو رشتے توڑتا ہے، اللہ پاک اُسے توڑ ڈالتا ہے۔[2]

ہاتھوں ہاتھ پھوپھی سے صُلح کر لی

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عنہ صحابیٔ رسول ہیں۔ آپ لوگوں کو دَرْس دیا کرتے تھے، ایک دِن آپ لوگوں کو حدیثیں سُنا رہے تھے، اس دوران فرمایا: **ہر قاطِعِ رحم (یعنی رشتے داری توڑنے والا) ہماری محفل سے اُٹھ جائے۔** یہ اعلان سُن کر ایک نوجوان اُٹھا اور اپنی پھوپھی جس

1 ...ابن حبان، کتاب البر والاحسان، صفحہ: 244، حدیث: 470۔
2 ...ابوداؤد، کتاب الزکاۃ، باب صلۃ الرحم، صفحہ: 276، حدیث: 1694 خلاصۃً۔

کے ساتھ اس کا کئی سال پُرانا جھگڑا چل رہا تھا، اس کے ہاں چلا گیا، جا کر معافی تلافی کی، پھوپھی کو راضی کر لیا۔ جب دونوں آپس میں راضی ہو گئے تو پھوپھی نے کہا: بیٹا! تم جا کر حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عنہ سے سبب پوچھو کہ آخر ایسا کیوں ہوا؟(یعنی حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عنہ کے اِعْلان کی) حکمت کیا ہے؟ نوجوان نے حاضِر ہو کر حکمت پوچھی تو حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عنہ نے فرمایا: میں نے حُضُور انور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم سے سنا ہے: **جس قوم میں قاطِعِ رحم (یعنی رشتے داری توڑنے والا) ہو، اس قوم پر اللہ پاک کی رحمت نہیں اُترتی۔**[1]

اللہ! اللہ! غور فرمایئے! صحابیٔ رسول ہیں، لوگوں کے درمیان تشریف فرما ہیں اور بیان کیا کر رہے ہیں؟ رحمتِ دوجہان صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک حدیثیں...!! ایسی محفل پر بھی رَحمتیں نہیں اُتریں گی تو پھر کہاں اُتریں گی مگر حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عنہ کو خطرہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس محفل میں کوئی قاطِعِ رحم ہو اور ہم اس کے سبب سے رحمت سے محروم ہو جائیں...!!

اللہ پاک ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ اپنے عزیز رشتے داروں میں سے کسی کے ساتھ بھی ناراضی ہو تو بَرائے مہربانی آج عِید کا دِن ہے، موقع ہے، جلد از جلد اپنے رشتے داروں کے ساتھ صلح کر لیجیے! رُوٹھوں کو منا لیجیے! اِنْ شَآءَ اللہُ الْکَرِیْم! عِید کی خوشیاں دوبالا ہو جائیں گی اور اللہ پاک نے چاہا تو رحمتوں کے حقدار بھی ہو جائیں گے۔

صلح کروانے کے فضائل

پیارے اسلامی بھائیو! جس طرح صلح کرنا ثواب کا کام ہے، ایسے ہی صلح کروانا بھی

1 ...الزواجر، جلد:2، صفحہ:136-137۔

بڑی فضیلت والا کام ہے۔ بالفرض 2 بھائیوں کے درمیان، چچا، تایا کے درمیان، 2 دوستوں کے درمیان ناراضی چل رہی ہو تو اُن کے درمیان صلح کروا دینی چاہیے۔ اللہ پاک قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۠ (۱۰)

(پارہ:26، سورۂ حجرات:10)

ترجَمۂ کنزُالعِرفان: صرف مسلمان بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرادو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم پر رحمت ہو۔

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالی نشان ہے: کیا میں تمہیں (نفلی) روزہ، نماز اور صدقہ سے اَفضل عمل نہ بتاؤں؟ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عنہم نے عرض کی: یارَسُولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم! اِرْشاد فرمایئے، فرمایا: وہ عمل آپس میں روٹھنے والوں میں صُلح کرادینا ہے کیونکہ روٹھنے والوں میں ہونے والا فَساد خیر کو کاٹ دیتا ہے۔(1)

صلح کروانے کا طریقہ

شیخِ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ العالیہ فرماتے ہیں: صُلح کروانے والے کو چاہیے کہ وہ صُلح کروانے سے پہلے اللہ پاک کی بارگاہ میں کامیابی کی دُعا کرے پھر اُن دونوں کو اَلگ اَلگ بٹھا کر ان کی شِکایات سُنے اور اَہم نِکات لکھ لے۔ ایک فریق کی بات سُن کر کبھی بھی فیصلہ نہ کرے کہ ہو سکتا ہے جس کی بات اس نے سُنی وہی غَلَطی پر ہو، اس طرح دوسرے فریق کی حق تلفی کا قوی اِمکان ہے۔ فریقین کی بات سننے کے بعد انہیں صُلح پر آمادہ کرے اور سمجھائے کہ ہمارے پیارے آقا، مکی مَدَنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کی مُبارَک زندگی

1 ...ابو داود، کتاب الاداب، باب فی اصلاح ذات البین، صفحہ:771، حدیث:4919۔

ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے تکلیف دینے والوں، سَتانے والوں بلکہ اپنے جانی دُشمنوں کو بھی مُعاف فرمایا ہے۔

اسی طرح فریقین کو صُلح کے فَضائل اور آپس کے اِختلافات کے سبب پیدا ہونے والے لڑائی جھگڑے، بُغض و حسد، گالی گلوچ، بے جا غصّے اور کینے وغیرہ کے دِینی و دُنیوی نُقصانات بیان کیے جائیں۔ ظاہری صورت کو سُنَّتوں کے سانچے میں ڈھالنے اور سَنوارنے کے ساتھ ساتھ اپنے باطِن کو بھی سَنوارنے اور اس کی اِصلاح کرنے کا ذہن دیا جائے۔ فریقین کے جَذبات کو ٹھنڈا کرنے کے لیے انہیں اس طرح سمجھائے کہ اگر آپ کو ان سے تکلیف پہنچی ہے تو انہیں بھی آپ سے رَنج پہنچا ہو گا۔ ہم اس دُنیا میں ایک دوسرے کو رَنج و غم دینے اور جُدائیاں پیدا کرنے کے لیے نہیں آئے بلکہ ہم تو آپس میں اِتفاق و محبت کے ذَریعے جوڑ پیدا کرنے کے لیے آئے ہیں جیسا کہ مولانا روم رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

تُو بَرائے وَصل کَرۡدَنۡ آمَدِیۡ | نِے بَرائے فَصل کَرۡدَنۡ آمَدِیۡ

ترجمہ: تو جوڑ پیدا کرنے کے لیے آیا ہے، توڑ پیدا کرنے کے لیے نہیں آیا۔

جہاں تک ہو سکے کسی فریق کو دوسرے کے خِلاف بولنے نہ دے کہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے، جب ایک بولے گا تو دوسرا بھی اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے بولے گا، یوں آپس میں بحث و مباحثہ ہو کر بسا اوقات بات بنتے بنتے بگڑ جاتی ہے اور پھر ان کے دَرمیان صلح کروانا اِنتہائی مُشکل ہو جاتا ہے۔[1]

ہے فلاح و کامرانی نرمی و آسانی میں | ہر بنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں

---

1 ...مدنی مذاکرہ، قسط:29، صلح کروانے کے فضائل، صفحہ:7-9۔

عید کے دِن کا وظیفہ

مکاشفۃُ القُلوب میں ہے: عید والے دِن 300 بار سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ پڑھ کر تمام فوت شُدہ مسلمانوں کو ایصالِ ثواب کر دیا جائے، اس کی برکت سے ہر مسلمان کی قبر میں 1000 اَنْوار داخِل ہوں گے اور جب پڑھنے والا قبر میں جائے گا تو اس کی قبر میں بھی 1000 اَنْوار داخِل ہوں گے۔ اللہ پاک ہمیں عَمَل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم۔[1]

صدقہ خیرات کی عادت بنائیے!

پیارے اسلامی بھائیو! اسی طرح نماز پڑھنے اور زیادہ سے زیادہ صدقہ خیرات کی عادت بنانی ہے، جن پر توز کوٰۃ فرض ہو، ان پر تو لازِم ہے کہ زکوٰۃ ادا کریں اور حساب لگا کر بلکہ عاشقِ رسول مفتی صاحِب سے حِساب لگوا کر پُوری پُوری زکوٰۃ ادا کریں۔ زکوٰۃ میں ایک روپے کی بھی کمی کرنا، گُناہ کا کام ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نفلی صدقہ و خیرات کی بھی عادت بنائیے! بالخصوص عیدُ الفطر ہے، صدقۂ فطر ہر مسلمان آزاد مالکِ نصاب پر جس کا نصاب حاجتِ اَصلِیہ سے فارغ ہو واجب ہے۔[2] اللہ پاک فرماتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰىۙ ﴿۱۴﴾	تَرجَمۂ کنزُالعِرفَان: بیشک جس نے خود کو پاک کرلیا وہ کامیاب ہو گا۔
(پارہ:30، الاعلیٰ:14)	

تفسیر خزائنُ العرفان میں ہے: اِس آیت میں تَزَکّٰی سے مُراد صدقۂ فِطر دینا ہے۔[3]

---

1 ...مکاشفۃ القلوب، باب فی فضل العید، صفحہ:462۔
2 ...بہارِ شریعت، جلد:1، صفحہ:935، حصہ:5۔
3 ...تفسیر خزائن العرفان، پارہ:30، الاعلیٰ، زیرِ آیت:14، صفحہ:1099۔

یعنی جو بندہ عِیْدُ الفِطر کے موقع پر صدقۂ فِطر دے کر غریبوں کو عِید کی خوشیاں منانے کا موقع فراہَم کرتا ہے، اس کا دِل ستھرا ہو جاتا ہے اور وہ فلاح و کامیابی تک پہنچ جاتا ہے۔

صدقۂ فطر ادا کیجیے!

حضرت عبد اللہ بن عبّاس رَضِیَ اللّٰہُ عنہما فرماتے ہیں: مدنی سرکار، غریبوں کے غمخوار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے صدقۂ فِطر مُقرَّر فرمایا تاکہ فضول اور بے ہودہ کلام سے روزوں کی طہارت (یعنی صفائی) اور مسکینوں کی خوراک کا انتظام بھی ہو جائے۔[1]

ایک حدیثِ پاک میں ہے: جب تک صدقۂ فطر ادا نہیں کیا جاتا، بندے کا روزہ زمین و آسمان کے درمیان لٹکا ہوا رہتا ہے۔[2]

اگر کسی کی طرف سے ابھی تک صدقۂ فطر کی ادائیگی نہیں ہوئی تو نمازِ عید سے فارغ ہوتے ہی صدقۂ فطر ادا کر دیا جائے۔

فطرے کی ادائیگی کے 5 طریقے

صدقۂ فِطر کی مقدار کے 5 اعتبار ہیں: (1): عجوہ کھجور (2): کِشمِش (3): کھجور (4): جَو شریف یا اُس کا آٹا (5): گندم یا اُس کا آٹا ❁ عَجْوہ کھجور کے اعتبار سے صدقۂ فِطر ادا کرنا ہو تو اس کی اس سال (2026ء میں) پاکستان میں مقدار **19 ہزار 2 سو روپے** فی کَس ہے ❁ کِشْمِش کے اعتبار سے **72 سو روپے** ❁ کھجور کے اعتبار سے **26 سو روپے** ❁ جَو شریف کے اعتبار سے **11 سو روپے** اور ❁ گندم کے اعتبار سے **300 روپے**۔

صدقۂ فِطر کی ادائیگی میں اپنی حیثیت کا لحاظ رکھنا چاہیے، جسے اللہ پاک نے مال و

---

1 ... ابو داؤد، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الفطر، صفحہ: 263، حدیث: 1609 ملتقطاً۔
2 ... تاریخِ بغداد، جلد: 9، صفحہ: 122، حدیث: 4735۔

دولت سے نوازا ہے، اُسے چاہیے کہ ❁ عجوہ کھجور کے اعتبار سے ❁ کشمش کے اعتبار سے ❁ جو یہ نہ کر سکتا ہو تو کھجور کے اعتبار سے ❁ جو اتنی طاقت نہ رکھتا ہو، وہ جَو شریف کے اعتبار سے ❁ اور جو اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو، وہ گندم کے اعتبار سے ادائیگی کرے۔ جتنا گُڑ ڈالیں گے، اتنا میٹھا ہو گا یعنی راہِ خُدا میں جتنا زیادہ خرچ کریں گے، اتنا ہی ثواب ملے گا اور اِنْ شَآءَ اللّٰهُ الْكَرِيْم! زیادہ برکتیں نصیب ہوں گی۔

عطیات کی ترغیب

پیارے اسلامی بھائیو! آپ کی اپنی دینی تنظیم دعوتِ اسلامی، اس وقت 80 سے زائد شعبہ جات میں دین کی خدمت کرنے میں مصروف ہے ❀ اَلْحَمْدُ لِلّٰه! 15 سو سے زائد **جامعات المدینہ** (گرلز اینڈ بوائز)، 19 ہزار 9 سو **مدارس المدینہ** (بوائز اینڈ گرلز) قائم ہیں، جن میں حفظ و ناظرہ، عالم کورس (درسِ نظامی)، مختلف تخصصات (*Specialization*)، فرائض علوم کورسز کروائے جاتے ہیں ❀ جامعات و مدارس المدینہ (بوائز اینڈ گرلز) میں طلبہ کی مجموعی تعداد تقریباً **5 لاکھ 69 ہزار** ہے ❀ فیضان اسلامک اسکول، دارالمدینہ (اسکول، کالج، یونیورسٹی) کی تعداد **299**، جبکہ طلبہ و طالبات کی تعداد **54 ہزار** سے زائد ہے۔

آپ بھی خِدمتِ دین کے اس کام میں اپنا حِصّہ شامِل کیجیے! اپنے عطیات دعوت اسلامی کو دیجیے، آپ کے چندے یعنی ڈونیشن کو کسی بھی جائز، دینی، اِصلاحی، فلاحی، روحانی، خیر خواہی، بھلائی اور آمدنی بڑھانے کے جائز اور محفوظ کاموں میں لگایا جا سکتا ہے تاکہ بڑھتے ہوئے اخراجات کو پورا کیا جا سکے۔

دعوتِ اسلامی کی قَیُّوم، سارے جہاں میں مچ جائے دُھوم
اس پہ فِدا ہو بچہ بچہ یااللہ! مری جھولی بھر دے

شش عید کے روزں کی ترغیب

اے عاشقانِ رسول! شوّال شریف کی آمد ہو چکی ہے۔ خوش نصیب مسلمان اس مہینے میں عید الفطر کے بعد 6 روزے رکھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ آیئے ان روزوں کے فضائل سنتے ہیں تا کہ ہمارا یہ روزے رکھنے اور ان کی برکتوں سے فیضیاب ہونے کا ذہن بنے، چنانچہ ❁ **حدیثِ پاک میں ہے:** جس نے رَمَضان کے روزے رکھے پھر 6 دن شَوّال میں روزے رکھے تو گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔[1] ❁ جس نے رَمَضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد شَوّال میں 6 روزے رکھے۔ تو ایسا ہے جیسے عمر بھر کے روزے رکھے۔[2] ❁ خَلیلِ مِلَّت مفتی محمد خلیل خان برکاتی رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ فرماتے ہیں: یہ روزے عید کے بعد مسلسل رکھے جائیں تب بھی حَرَج نہیں اور بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتے میں 2 روزے اور عید کے دوسرے دن ایک روزہ رکھ لے اور پورے ماہ میں رکھے تو اور بھی مناسب مَعْلُوم ہوتا ہے۔[3]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ... معجم اوسط، جلد:6، صفحہ:234، حدیث:8622۔
2 ... مسلِم، کتاب الصیام، باب استحباب صوم... الخ، صفحہ:424، حدیث:1164۔
3 ... سُنی بہشتی زیور، صفحہ:347۔